حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکیؒ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

تصنیف

مولوی برہان احمد ظفؔر درانی

نام کتاب	:	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
تصنیف	:	مولوی برہان احمد ظفر درانی
شائع کردہ	:	ظفر اینڈ سنز، قادیان
سن اشاعت	:	دسمبر ۲۰۰۵ء
تعداد	:	تین ہزار
مطبع	:	پرنٹ ویل امرتسر

''مجاھدات عجیب اکسیر ہیں سید عبد القادر رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے۔ ہندوستان میں جو اکابر گزرے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہم اللہ تعالیٰ اُن کے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات ان کو کرنے پڑے ہیں۔ مجاھدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہیں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ: ۲۴۲)

''اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دُنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدینؒ اور معین الدینؒ خدا کے اولیاء گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے اُن کی عزت کو ظاہر کر دیا۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ: ۲۴۸-۲۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

تعارف

پیارے بچو آؤ آج تمہیں ایک اور بزرگ کی کہانی سناتے ہیں۔ جانتے ہو آج کس بزرگ کی بات کریں گے؟ نہیں جانتے تو چلو بتا دیتے ہیں ان کا نام ہے ''حضرت خواجہ قُطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ'' آپ کی سن پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن جو بھی پیدائش کا سن بیان کیا جاتا ہے وہ ۵۶۹ ہجری ہے۔ آپ کے والد کا نام سید موسیٰ بن کمال الدین تھا۔ آپ کا نسب نامہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے ملتا ہے۔

آپ کی والدہ بہت نیک خاتون تھیں نمازی تہجد گزار تھیں۔ آپ اُوش مقام پر پیدا ہوئے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ اوشی لکھا جاتا ہے۔ آپ کا اصل نام بختیار تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ کا اصل نام قُطب الدین تھا۔ کاکی اور بختیار آپ کے لقب تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کی عمر ڈیڑھ سال کو پہنچی تو آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا اور آپ کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ پر آ گئی۔ آپ کی والدہ نے اپنی تربیت خاص میں رکھ کر آپ کی پرورش کی۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے آپکی والدہ کے دل میں اس بچہ سے غیر معمولی محبت اس لحاظ سے بھر دی تھی کہ یہ بچہ دوسرے بچوں سے منفرد ہے۔ اور آپ ہمیشہ ہی نیکی اور پارسائی کا نور اُن کے اندر دیکھتی تھیں۔

تعلیم

جب آپ کی عمر چار سال کے قریب ہوئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو کسی کے پاس تعلیم کی غرض سے بھیجنا چاہا۔ اُن دنوں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اوش پہنچے ہوئے تھے آپ کی والدہ نے اِس کو بچے کی خوش قسمتی جانا اور اُن کے پاس بسم اللہ کے لئے بھیج دیا۔ تاکہ وہ قرآن کریم پڑھنا شروع کروادیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ابھی آپ کو پڑھانا شروع ہی کرنے والے تھے کہ آپ کو غیب سے آواز آئی کہ اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو کیونکہ قاضی حمید الدین صاحب ناگوریؒ آنے والے ہیں۔ وہ آکر ان کو تعلیم دیں گے اس پر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے توقف کیا اور آپ کو پڑھانا شروع نہ کیا۔ اتنے میں قاضی حمید الدین صاحب ناگوریؒ وہاں تشریف لے آئے۔ اس پر خواجہ صاحب نے وہ تختی جو پڑھانے کی غرض سے پکڑی ہوئی تھی قاضی صاحب کو دے دی کہ وہ آپ کو بسم اللہ کروادیں۔

کہتے ہیں کہ قاضی صاحب نے حضرت قطب الدین صاحبؒ سے پوچھا کہ بتاؤ کیا لکھیں جس طرح عام طور پر استاد شاگرد سے پوچھ لیا کرتا ہے تو حضرت قُطب الدین صاحبؒ نے فرمایا کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

یہ لکھدیں۔ قاضی صاحب یہ آیت سُن کر بڑے حیران ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو

پندرھویں سپارے کی آیت ہے تم نے قرآن کریم کہاں سے پڑھا۔ اس پر حضرت قُطب صاحبؒ نے جواب دیا کہ میری والدہ ماجدہ کو پندرہ سپارے زبانی یاد ہیں۔ جب میں ماں کے پیٹ میں تھا اس وقت بھی میری والدہ قرآن پڑھا کرتی تھیں۔ اور اب بھی پڑھتی ہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے خود سے اس کو تعلیم کیا ہے اور پڑھایا ہے۔ ایسا ہونا ممکن ہے سائنس بھی اس کی تصدیق کرتی ہے کہ بعض اوقات کچھ باتیں انسانی ذہن میں قید ہو جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد اُن کا ظہور ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خود ایک بچی کی مثال دی جو کہ فرانسیسی زبان فرفر بولا کرتی تھی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ جہاں وہ پیدا ہوئی تھی وہاں کی نرس فرانسیسی بولتی تھی جو کہ اس بچی کے حافظہ میں داخل ہو گئی تھی۔ آپ کا حافظہ بہت تیز تھا اور والدہ سے سُن سُن کر ہی بغیر کسی استاد کے قرآن کریم کے پندرہ سپارے یاد کر لئے تھے۔

شاگردی

پیارے بچو! جو اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب سے پیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو خود علم سکھاتا ہے اور علم سیکھنے کے راستے بھی آسان کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ کی تعلیم سے متعلق ایک واقعہ بھی تاریخ میں ملتا ہے وہ اس طرح ہے کہ:

جب آپ کچھ بڑے ہوئے اور عمر پانچ سال کے قریب ہو گئی تو آپ کی والدہ نے اپنے ایک پڑوسی کے ذریعہ آپ کو گاؤں کے معلم کے پاس تعلیم دلوانے بھیجا۔

کہتے ہیں کہ جب آپ اُس شخص کے ساتھ جا رہے تھے تو راستہ میں انہیں ایک بزرگ ملے جو نورانی شکل رکھتے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ خواجہ قطب الدینؒ کو کہاں لے جا رہے ہو تو اُنہوں نے جواب دیا کہ گاؤں کے معلم کے پاس تا کہ وہ ان کو تعلیم دیں اس پر اس بزرگ نے فرمایا کہ ان کو حضرت شیخ ابو حفصؒ کے پاس لے جاؤ۔ اور اُن کو کہنا کہ وہ اس کو اچھی طرح تعلیم دے کیونکہ یہ بڑے ولی اللہ ہونگے۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ حضرت شیخ ابو حفصؒ اس علاقہ کے سب سے بڑے عالم اور بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ وہ شخص جن کا نام ابراہیم لکھا ہے آپ کو حضرت ابو حفصؒ کے پاس لے گئے۔ اور جا کر اس بزرگ کا پیغام دیا جو راستہ میں آپ کو ملا تھا۔ تو حضرت ابو حفصؒ نے پوچھا کہ تم جانتے ہو وہ بزرگ کون تھے آپ نے فرمایا کہ نہیں تو بتایا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے ان کو تعلیم کی غرض سے میرے سپرد کیا ہے۔

اِس طرح آپ ایک کامل استاد کے سپرد ہوئے۔ آپ نے وہاں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مجاہدات شروع کیئے۔ آپ نے شریعت اور طریقت میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا اکثر وقت ریاضت میں گزرتا اور شب بیداری کرتے کئی کئی نفل نماز ادا کیا کرتے۔

بیعت

بزرگان امت کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی کی بیعت ضرور کرتے تھے۔ اور کسی نہ کسی کو اپنا امام پیرومرشد ضرور بناتے تھے تا کہ وہ اپنے آپ کو جماعت میں شمار

کر سکیں۔

جب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے بغداد ہی میں رہتے ہوئے بعض اور بزرگوں کی موجودگی میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ایک عرصہ تک آپ بغداد ہی میں ٹھہرے رہے۔ کہتے ہیں کہ آپنے بہت تھوڑے عرصہ میں ہی راہِ سلوک کو پالیا اور رُشد و ہدایت کے مقام پر پہنچ گئے۔ بعض روایات میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اکثر دیدار انبیاء ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اکثر دیدار نصیب ہوتا کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواجہ صاحبؒ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے معین الدین قطب الدین خدا کا دوست ہے۔

سیر الاولیاء کے حوالہ سے ایک روایت ملتی ہے جسے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے حوالہ سے پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدینؒ ہر رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تین ہزار مرتبہ درود بھیجا کرتے تھے۔ درود بھیجنے کا حکم تو قرآن کریم میں بھی ہے اور یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب آپ اوش مقام پر ہی تھے۔ اور آپ کی شادی ہوگئی تھی کہتے ہیں کہ شادی کہ وجہ سے تین دن تک آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیج سکے یا پھر اس مقدار تک نہ بھیج سکے جتنا آپ بھیجا کرتے تھے تو آپؒ کے ایک مرید کی کشف میں آنحضرت صلی اللہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ تو اسے آپ نے فرمایا کہ قطب الدین کو کہہ دو کہ مجھے ہر روز انکا بھیجا ہوا تحفہ ملتا ہے لیکن تین دن سے نہیں ملا۔ اس پیغام کو سُن کر آپ نے درود کی طرف خاص توجہ فرمائی اور آپ کو ولی

اللہ کا خطاب حاصل ہوا۔

''کاکی'' کی وجہ تسمیہ

پیارے بچو! اولیاء سے کچھ معجزات بھی صادر ہوتے ہیں۔ معجزات ہی اُن کی شہرت کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ اگرچہ ولی اپنی شہرت کے لئے معجزات ظاہر نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ بندوں میں سے اپنے بندے کو خاص کرنے کے لئے معجزات عطا کرتا ہے، جہاں حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے بہت سے معجزات بیان ہوئے ہیں وہاں ایک ایسا معجزہ بھی ہے جو کہ ہمیشہ کے لئے ان کے نام کے ساتھ جڑ گیا۔ آپ کے نام کے ساتھ کاکی کا جو لفظ آیا ہے وہ آپ کے معجزات ہی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

کعک عربی زبان میں نان کو کہتے ہیں یا جو میٹھی روغنی روٹی ہوتی ہے اس کو بھی کعک کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف طرح کی روایات ملتی ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ ہر باتیں ایسے ہی پیش آئی ہوں ایک روایت تو یہ ملتی ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ ہمیشہ حالت استغراق میں رہا کرتے تھے اس زمانہ میں آپ دہلی آچکے تھے۔ آپ کے گھر کا گزارہ بہت مشکل سے ہوتا تھا۔ اگر کہیں سے کچھ آ گیا تو کھا لیا ورنہ یوں ہی یاد الٰہی میں گُم رہتے تھے۔ آپ کی اہلیہ بھی بڑی صابر شاکر تھیں وہ بھی کھانے کے لئے کبھی حضرت قُطب الدینؒ کو کچھ نہ کہتیں اور اگر کبھی فاقے پڑھ جاتے تو اپنے پڑوس میں رہنے والے شرف الدین بقال کی بیوی سے کچھ قرض وغیرہ لے لیا کرتی تھی۔

(بقاں بنیاں کو کہتے ہیں) اور پھر جب کہیں سے اللہ تعالیٰ کچھ انتظام کر دیتا تو وہ قرض واپس کر دیتیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس بقال کی بیوی نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی بیوی سے کہا کہ اگر ہم تمہارے پڑوسی نہ ہوتے اور میں تم کو قرض نہ دیتی تو پھر تمہارا کیا بنتا۔ یہ بات حضرت خواجہ صاحبؒ کی بیوی کو بہت بُری لگی اور اُنہوں نے ارادہ کر لیا کہ آئندہ کیسے بھی حالات ہو جائیں کتنے ہی فاقے پڑ جائیں لیکن اس عورت سے قرض نہ مانگوں گی۔

کچھ دِن بعد ایسا ہوا کہ گھر کھانے کو کچھ نہ تھا اور فاقے لمبے ہوتے جاتے تھے اور دل میں یہی تھا کہ بقال کی بیوی سے قرض ہرگز نہیں لینا۔ آخر جب بھوک کا معاملہ انتہاء کو پہنچ گیا تو آپ کی اہلیہ نے آپ سے سارے واقعہ کا ذکر کیا اور بقال کی بیوی کی بات بھی بتائی اور کہا کہ اب میں اس سے قرض کبھی نہ لوں گی بس خدا کے بھروسے کام کرونگی۔ اس بات کو سُن کر حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ٹھیک ہے تم آئندہ بقال کی بیوی سے قرض مت لینا اور جب بھی روٹیوں کی ضرورت ہو تو حجرہ کے طاق میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ہاتھ ڈال کر ضرورت کے مطابق روٹیاں نکال لیا کرنا۔ اس پر آپ کی اہلیہ یوں ہی کرتی اور ضرورت پڑنے پر طاق میں بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ ڈال کر روٹیاں نکال کیا کرتی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ آپ کی خاطر روٹیاں لاتے ہوں جیسا کہ بزرگوں کی خدمت میں لوگ چیزیں دیتے ہیں تو آپ روٹیاں اسی طاق میں رکھ دیتے ہوں خیر یہ بات صرف اور صرف آپ کے گھر کی حد تک ہی معلوم تھی۔ واللہ اعلم کہتے ہیں کہ اس بنا پر آپ کو کاکی کیا جانے لگا۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح ایک واقعہ یوں آتا ہے کہ جب آپ دہلی میں آئے تو وہ زمانہ قحط کا تھا تو آپ نے ایک نانبائی کے پاس ملازمت کرلی۔اوراس وقت دہلی میں شہزادہ سعید الدین کی حکومت تھی اس کی طرف سے چند سیر آٹا نانبائی کو آیا کرتا اور وہ روٹیاں پکا کر دیا کرتا تھا۔ایک دن یوں ہوا کہ نانبائی نے تنور میں روٹیاں لگائیں اور اسکو اونگھ آگئی جب آنکھ کُھلی تو دیکھا کہ روٹیاں جل گئی ہیں۔اُنکو جلدی جلدی نکالا لیکن وہ کافی جل چکی تھیں جب بادشاہ کا ملازم وہ روٹیاں لیکر چلا تو یہ کہنے لگا کہ اس قحط کے زمانہ میں سارا آٹا خراب کردیا ہے روٹیاں جلادیں ہیں اور بہت بُرا بھلا کہنے لگا۔اس پر خواجہ صاحبؒ نے اس ملازم کو کہا کہ بھئی تم ناراض کیوں ہوتے ہو لاؤ ہم تمہاری روٹیاں ٹھیک کردیتے ہیں۔تم یہ روٹیاں چھوڑ جاؤ۔کہتے ہیں کہ اسنے وہ روٹیاں واپس کردیں اور خواجہ صاحب نے وہ روٹیاں تنور میں ڈال دیں اور تنور سے اچھی روٹیاں نکال کر ملازم کو دے دیں۔اس نے یہ جانا کہ آپ نے وہی روٹیاں ٹھیک کردی ہیں۔اور وہ روٹیاں لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ سُنایا کہ میں یہ دیکھ کر آیا ہوں بادشاہ نے اس کو معجزہ جانا اور خواجہ صاحبؒ کی زیارت کے لئے تشریف لایا۔اور جب اُس نے خواجہ صاحب سے گفتگو کی تو وہ بہت متاثر ہوا۔بادشاہ کے دل سے دُنیا کی محبت سرد ہوگئی۔اور خواجہ صاحبؒ کی شاگردی اختیار کرلی اور ولی کا مرتبہ پایا۔اس وجہ سے آپ کا نام کاکی مشہور ہوگیا۔اور آپ کو لوگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

کہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ جب اس بات کا علم لوگوں کو ہوا تو وہ جوق در جوق نانبائی کی دُکان پر آنے لگے اس پر حضرت خواجہ صاحبؒ نانبائی کی دوکان سے بھاگ گئے اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ جو کہ دہلی میں آچکے تھے اُن کے گھر چلے گئے۔

پیارے بچو! جو لوگ خدا تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ غیب کی خبریں بھی دیتا ہے اور پھر وہ ان غیب کی خبروں کی حقیقت سے بھی خدا تعالیٰ کی عطا سے واقف ہو جاتے ہیں۔ حضرت قاضی حمید الدین صاحب ناگوریؒ تو پہلے ہی دہلی آچکے تھے بڑے ولی اللہ تھے اُنہوں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ چاند پوری چمک کے ساتھ دہلی میں نازل ہوا ہے جس کی وجہ سے تمام ملک روشن ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ آفتاب قاضی صاحب کے گھر چلا آیا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں تمہارے گھر میں رہوں گا۔ قاضی حمید الدین صاحبؒ نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ کوئی ولی کامل دہلی وارد ہونے والا ہے جو کہ اُن کے گھر آ کر رہے گا۔

تیسرا واقعہ

کہتے ہیں کہ اس خواب کو دیکھنے کے دو دن بعد ہی حضرت خواجہ قطب الدینؒ دہلی آئے تھے اور نانبائی کے پاس نوکری کر لی تھی۔ اور جب وہاں سے بھاگے تو سیدھے حضرت قاضی حمید الدین صاحبؒ کے گھر تشریف لے گئے جیسے ہی آپ وہاں پہنچے قاضی صاحبؒ نے آپ کو گلے لگایا اور فرمایا مجھے آپ کا شدت سے انتظار تھا اور چند دن قبل ہی میں آپ کی خوشبو سے معطر ہوا ہوں جب لوگوں کو حضرت خواجہ صاحبؒ کی

قاضی صاحبؒ کے گھر آمد کا علم ہوا تو بہت لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے۔لوگوں کا مجمع کافی تھا اور قاضی صاحب سے کسی نے کہا کہ لوگ بہت جمع ہو گئے ہیں ان کے کھانے کا کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔اس بات کی جب حضرت خواجہ صاحبؒ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ جو حاضر ہے پیش کریں۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس تھوڑے کھانے میں برکت کی دُعا کی اور اپنے آستیں کھانے پر پھیلا دیئے کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ سب حاضرین نے سیر ہو کر کھایا۔ کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر شربت پیش کرنے کی غرض سے دواڑھائی سیر شکر آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپنے شکر کو برتن میں ڈالا اور سات پیالے پانی کے ڈال کر تقسیم کرنے کا حکم دیا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی دُعا سے اس میں اس قدر برکت عطا کی کہ سب لوگوں نے شربت سیر ہو کر پیا اور شربت برتن میں باقی تھا۔

سچا واقعہ

پیارے بچو! یہ کوئی اَن ہونی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیاروں کے ساتھ ایسا ہی حیرت انگیز سلوک ہوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے ہر کام میں برکت عطا کرتا ہے اور اس کے سب سے زیادہ نمونے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کا موقعہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ خندق کھود رہے تھے لوگوں نے بھوک سے بچنے کے لئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے ایک صحابی نے ایک بکری کا بچہ ذبحہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی اور کہا کہ دو چار اور آدمیوں کو بھی ساتھ لے لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو کھانے کے لئے بلا لیا۔ دعوت دینے والے صحابی ڈر گئے کہ کھانا تو تھوڑا سا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دعوت دے دی ہے کیا بنے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دینے والے صحابی کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ سالن کے برتن سے ڈھکن نہ اُٹھائے اور تنور سے روٹیاں نہ نکالے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر پہنچ کر کھانے میں برکت کی دُعا فرمائی اور فرمایا کھانا تقسیم کرنا شروع کر دیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے اُس کھانے میں اتنی برکت دی کہ سب صحابہ نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔

چوتھا واقعہ

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی بیان کرتا ہوں حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دودھ کا پیالہ آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جو صحابہ موجود ہیں اُن کو بلا لاؤ دودھ آیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ ایک پیالہ دودھ ہے کون کون پیئے گا۔ جب کہ وہ خود بھی بہت بھوکے تھے۔ خیر حکم تھا سب اصحاب تشریف لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دودھ میں برکت کے

لئے دُعا کی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ پیالہ سب کو باری باری دیتے جائیں۔ اُنہوں نے خیال کیا کہ یہ پیالہ تو دو تین آدمیوں پر ہی ختم ہو جائے گا اور خیال کیا کہ آج دودھ آیا تھا مگر میری قسمت میں نہیں ہوگا۔ لیکن اُن کو کیا معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے اس میں برکت دی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ سب اصحاب نے اس پیالے سے خوب دودھ پیا اور اب صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہؓ کو فرمایا کہ اب تم بھی پی لو اُنہوں نے خوب پیا آپ ؐ نے فرمایا اور پیو ابو ہریرہؓ نے اور پیا آپ ؐ نے پھر فرمایا اور پیو۔ جب تین مرتبہ یہ فرما چکے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ اب تو دودھ میری ہاتھوں کی انگلیوں سے بھی باہر آجائے گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ لے لیا اور پی کر اس دودھ کو ختم کیا۔

دیکھا بچو! اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں سے کیسا سلوک کرتا ہے۔ پھر جو لوگ اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہیں اللہ بھی اُن سے ایسا ہی پیار کا سلوک کرتا ہے اور یہ ولی اللہ یعنی اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ اللہ اُن کی دُعاؤں کو سُنتا ہے۔ اُن کے کاموں میں برکت دیتا ہے۔

بات کاکی کی چل رہی تھی ایک واقعہ اور لکھ دیتا ہوں یہ واقعہ بھی سیر الاخطاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سلطان الشیوخ سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ کو کاکی کسی وجہ سے کہتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت اقدس اپنے اصحاب کے ساتھ حوضِ شمس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کہ کیا

ہی اچھا ہوتا کہ اس سرد ہوا کے ساتھ نان گرم مل جاتی۔ حضرت خواجہ نے اپنا ہاتھ حوض میں ڈالا اور گرم گرم نان نکالے اور اپنے اصحاب کے سامنے رکھ دئے اور سب لوگوں نے سیر ہو کر کھائے اُس روز سے ہی آپکا نام کا کی مشہور ہو گیا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ کشفی نظارے ہوں جن کو بعد میں حقیقت پر محمول کر دیا گیا ہو۔ پھر حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پیارے بچو! یہ واقعہ بھی بڑا ہی عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے ایسے واقعات اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے ہوتے رہتے ہیں اور غیب سے اللہ تعالیٰ اُن کے لئے چیزیں مہیا کر دیتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ میں گئے ہوئے تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسے موسم میں سنگترے کا مطالبہ کیا جس میں درختوں پر سنگترے بھی نہیں ہوتے تو حضور علیہ السلام نے ایک درخت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور تازہ سنگترا اُتا کر آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ ایسے واقعات اگرچہ عقل سے بعید نظر آتے ہیں لیکن اللہ کے پیاروں سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

سفر کعبہ

حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی شاگردی اختیار کر لی تو پھر آپ نے اُن کے ہمراہ رہنا ہی اپنی سعادت سمجھی۔ حضرت خواجہ معین

الدین چشتیؒ نے جب بغداد سے حج کو جانے کا ارادہ کیا تو حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ بھی آپ کے ساتھ ہوئے ۵۸۳ ہجری میں آپ مکہ پہنچے اور حج کی سعادت پائی۔ پھر مدینہ منورہ کا سفر کیا اس طرح دو سال تک آپ ان مبارک جگہوں پر قیام کرنے کے بعد ۵۸۵ء میں بغداد واپس تشریف لے آئے۔ بغداد میں آپ نے ایک سال تک قیام فرمایا ۵۸۶ء میں آپ بغداد سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سارا سفر آپ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ساتھ کیا آخر آپ لاہور میں وارد ہوئے۔ لاہور سے آگے آپ دہلی کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں سے اجمیر اس طرح ۵۸۷ء میں آپ اجمیر تشریف لے گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اجمیر شریف میں کچھ دن قیام کیا پھر وہاں سے آپ غزنیں تشریف لے گئے حضرت خواجہ قطب الدینؒ بھی ساتھ تھے۔ غزنیں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ تو واپس اجمیر چلے گئے لیکن حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو اپنی والدہ کا خیال آیا تو آپ اوش کے لئے روانہ ہو گئے۔ کچھ دن اوش میں قیام کرنے کے بعد ۵۹۰ ہجری میں آپ نے دوبارہ ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور چند روز آپ ملتان میں ٹھہرے۔

کہتے ہیں کہ اُن دنوں ملتان علم وفنون کا مرکز تھا۔ اور دور دراز سے لوگ وہاں علم حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔ انہیں دنوں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی تلاش علم کے لئے وہاں ہی موجود تھے اور آپ کا قیام مولانا منہاج الدین ترمزی کی مسجد میں تھا۔ تو حضرت خواجہ قُطب الدینؒ نماز کے لئے اسی مسجد میں تشریف لے گئے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی ملاقات

پیارے بچو! یہ حیققت ہے کہ نیکی ہمیشہ ہی نیکی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جن لوگوں میں خدا کی محبت جگہ کرنا چاہتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اُن کے دلوں کو خدا والوں کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جیسے ہی حضرت خواجہ قُطب الدینؒ اس مسجد میں داخل ہوئے جس میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ موجود تھے تو جیسے ہی بابا صاحبؒ کی نظر حضرت خواجہ قطب الدینؒ پر پڑی تو اُن کے دل میں ان سے غیب سے محبت کے جزبات پیدا ہو گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ مسجد میں آئے اور آپ نے نفل ادا کرنے شروع کر دیئے لیکن بابا صاحبؒ کے دل کی محبت اُن کو کھینچ کر خواجہ صاحب کے پاس لے گئی۔ جیسے ہی خواجہ صاحب نے سلام پھیرا اور قریب میں بابا صاحبؒ کو بیٹھے دیکھا تو فرمایا۔ تم کیا پڑھتے ہو؟

بابا صاحب نے جواب دیا۔ کتاب نافع پڑھتا ہوں یہ جواب سُن کر حضرت قطب الدینؒ نے فرمایا کیا نافع سے تمہیں نفع ہوگا؟ اس پر بابا صاحبؒ نے جواب دیا مجھے تو حضرت کی سعادت نافع ہوگی۔ یہ کہہ کر حضرت بابا صاحب نے اپنے آپکو حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی غلامی میں ڈال دیا۔ پھر ہر وقت سائے کی طرح آپ کے ساتھ رہنا پسند کرتے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ جتنا عرصہ ملتان میں قیام پذیر رہے آپ ساتھ ہی رہتے اور راہ سلوک حاصل کرتے۔ جب آپ ملتان سے دہلی کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت بابا فریدؒ نے بھی ساتھ چلنے کی اجازت چاہی لیکن

آپ نے تعلیم مکمل کرنے کی تلقین فرمائی تاہم تین منزل تک آپ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے ساتھ سفر کیا۔ پھر وہاں سے آپ بلخ اور بخارا تشریف لے گئے لیکن دل حضرت خواجہ صاحبؒ کے ساتھ ہی تھا۔ آخر آپ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی زیارت حاصل کی۔ جس وقت حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی بیعت کی تھی اس وقت آپ کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی۔

حالتِ فقیری

روایات میں یہ بات ملتی ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدینؒ خدا تعالیٰ کی یاد میں اس قدر غرق رہتے تھے کہ آپ کو اپنے قرب و جوار کی بھی خبر نہ ہوتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کے قریب آکر بیٹھ بھی جاتا تو آپ کو کچھ بھی علم نہ ہوتا اور آپ نظر اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ ہاں اگر نظر کبھی اٹھ جائے اور سامنے بیٹھا ہوا آدمی دکھ جائے تو اس سے حال احوال طلب فرمالیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم گو تھے۔ اور اگر کوئی سوال بھی کرتا تو بہت مختصر جواب دیا کرتے۔

آپ کی زندگی شادی شدہ تھی۔ لیکن آپ کی رفیقۂ حیات بھی آپکی یاد الٰہی میں کبھی مخل نہ ہوتی۔ آپ کے ہاں دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام شیخ احمد رکھا۔ جو کہ بڑے ہی باکمال بزرگ ہوئے ہیں اور عام طور پر لوگ انہیں خواجہ احمد تماچیؒ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لمبی عمر عطا کی اور آپ ہی کے قرب میں

ان کا مقبرہ موجود ہے۔ دوسرے بیٹے جنکا نام شیخ محمد تھا۔ یہ ایام طفلی میں ہی سات سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ چونکہ آپ ہمیشہ حالتِ استغراق میں رہتے تھے خدا کی یاد میں ڈوبے رہتے تھے اپنے اس بچے کی وفات کا بھی آپ کو علم نہ ہوا۔ بہت دیر بعد بیوی کے رونے کی آواز آئی تو آپ کو اپنے بیٹے کی وفات کی خبر ملی۔ آپ خدا والے تھے خدا کے عاشق تھے آپ کو دُنیا کی کچھ بھی پرواہ نہ تھی آپ کا ہر لمحہ خدا کی یاد سے پُر ہوتا آپ قرآن کریم کی اس آیت کی مکمل تشریح تھے کہ:

میری نمازیں میری قربانیاں میرا مرنا میرا جینا سب خدا ہی کے لئے ہے۔ واقعی حضرت خواجہ قُطب الدینؒ نے اپنی زندگی اسی طرح گزاری۔

نذرانہ

پیارے بچو! اللہ والوں کو دنیا کی کوئی حاجت نہیں ہوتی جو خدا والے ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ کبھی بھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے اُن کا ہاتھ صرف اور صرف خدا کے آگے پھیلتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر پورا پورا عمل کرتے ہیں کہ اگر جوتی کے تسمہ کی ضرورت ہو تو وہ بھی خدا ہی سے طلب کرو۔ اور ایسے لوگ نذرانہ وغیرہ لینا بھی پسند نہیں کرتے۔

حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے تعلق سے آتا ہے کہ آپ زمین پر ایک بورے پر بیٹھے عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک امیر آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ کو اس نے نذرانہ پیش کیا آپ نے اس آدمی سے نذرانہ حاصل نہ کیا۔ اس پر اُس نے اسرار کیا

اور کہا کہ رکھ لیں آپ کے کام آئے گا کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے بورے کا ایک کونہ اٹھایا اور کہا یہ دیکھو۔ جب اس امیر آدمی کی نظر وہاں پڑی تو اُسے یوں دکھائی دیا کہ گویا اشرفیوں کی ایک نہر ہے جو جاری ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے فرمایا جس کو خدا نے یہ سب کچھ عطا کیا ہو اس کو نذرانے حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

واقعی ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ غیب سے خزانے کھولتا ہے اور اُن کی کوئی حاجت ایسی نہیں ہوتی جسکو خدا پورا نہ کرتا ہو۔ حضرت خواجہ قُطب الدینؒ بھی ایسے بزرگوں میں سے ایک تھے۔

ایک واقعہ

سیرۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ حضرت قاضی حمید الدین صاحب نگوریؒ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہتے ہیں کہ آپ ایک دریا کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک بڑا بچھو نمودار ہوا ہے۔ اور وہ پانی میں اتر گیا۔ یہ دونوں بزرگ بھی دریا سے پار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بچھو ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ایک آدمی کے پاس پہنچا ہے اور اس کے پاس ہی ایک سانپ ہے اس بچھو نے سانپ پر حملہ کیا اور اسے پچھاڑ دیا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ قریب تھا کہ وہ سانپ اس آدمی کو کاٹ لے۔ خواجہ قطب الدین صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں خیال پیدا ہوا کہ اس آدمی سے پوچھنا چاہئے کہ یہ کون بزرگ ہے۔ جس کی خدا تعالیٰ نے اس طرح حفاظت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہم اس شخص کے پاس گئے تو دیکھا

کہ وہ ایک شرابی ہے اوراس کے پاس ہی اس کی قے بھی پڑی ہے یہ دیکھ کران کو بہت بُرا محسوس ہوااور شرمندگی ہوئی کہ یہ کس قدر نافرمان شخص ہے اور خدا تعالیٰ کس قدر نگہبان ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمارے دل میں یہ خیال گزراہی تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اگر ہم صرف نیک پاک لوگوں کی ہی حفاظت کریں تو ان گناہگاروں کی کون حفاظت کرے گا۔ کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں وہ شخص بیدار ہو گیا اور ہم نے اس کو سارا قصہ سُنایا۔ وہ یہ سُن کر سخت شرمندہ ہوااور توبہ کرلی اور توبہ بھی اس طرح کی کہ کبھی بھی اس گناہ کی طرف راغب نہ ہوااور وہ ایک ولی کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔

اب دیکھواللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والوں کوکس طرح معاف کرتا ہے اور پھر گناہ گار جب سچی توبہ کرلیتے ہیں تو پھر خدا کے مقرب بننے کی کوشش کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ بھی اُن کی مدد کرتا ہے اور سچی توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ نے جب دہلی میں سکونت اختیار کرلی تو دہلی کے بہت سے اکابر امراء اور رؤساء آپ پر شیدا ہو گئے انہیں ایام میں حضرت شیخ بدر الدین غزنویؒ نے بھی آپ کی بیعت کا شرف پایا۔ اور پھر ساری زندگی آپ ہی کے قدموں میں گزار دی۔ دہلی میں رہتے ہوئے ایک مرتبہ آپ کو اپنے پیرومرشد سے ملنے کا شوق پیدا ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ اگراجازت ہوتو آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف ملاقات حاصل کروں۔ اس پر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے جن کو آپ سے بے پناہ محبت تھی خط میں لکھا کہ

آپ کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب موقعہ ہوگا تو میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا اور ویسے بھی المرءُ مع مَنْ اَحبَّ. انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ جسمانی دوری کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہماری ایک دوسرے سے محبت یک رنگ ہوگئی ہے اور ظاہری بُعد ہماری یک رنگی کی وجہ سے کوئی بُعد نہیں ہے۔

اس بات سے اس امر کی طرف نشان دہی ہوتی ہے کہ نیکوں کی صحبت اختیار کرنے سے نیکیاں پیدا ہوتی ہیں اور جب دو نیکی کرنے والے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے لئے بڑھ چڑھ کر دعائیں بھی کرتے ہیں۔ اور اُن دُعاؤں کے نتیجہ میں نیکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکوں کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

شیخ الاسلامی سے انکار

جب حضرت خواجہ قُطب الدین صاحبؒ دہلی میں قیام پذیر تھے اس وقت حضرت جمال الدین محمد بُسطامیؒ نے وفات پائی۔ جن کو شیخ الاسلام کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اس پر سلطان شمس الدین التمشؒ نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ کو کہا کہ اب شیخ الاسلامی آپ قبول کریں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے شیخ نجم الدین صفراء کو شیخ الاسلام مقرر کر لیا۔ اس عہدہ سے قبل شیخ نجم الدین صاحب کے حضرت خواجہ صاحبؒ سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ لیکن اس عہدہ کے مل جانے

کے بعد اُن کے دل میں رعونت پیدا ہو گئی۔ سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ قُطب الدینؒ کا مرید ہو کر ان کی غلامی قبول کر چکا تھا۔ اور انہیں اپنے پیر سے ایک غیر معمولی محبت تھی۔ اس بات کو دیکھ کر شیخ نجم الدین ہمیشہ حسد کی آگ میں جلا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ سے دہلی آ کر ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تو آپ نے حضرت خواجہ قُطب الاقطاب کے ہاں قیام فرمایا۔ اس بات سے آپ بے حد خوش ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ کی دہلی آمد کی اطلاع سلطان شمس الدین التمش کو کرنے کی بات ہوئی تو آپ نے منع فرما دیا۔ اور فرمایا میں تو صرف آپ سے ملاقات کرنے آیا ہوں بس دو تین دن میں واپس چلا جاؤنگا۔ جب لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو لوگ آنے شروع ہو گئے۔ لیکن شیخ نجم الدین آپ کی ملاقات کے لئے نہ آیا جبکہ ان کے حضرت خواجہ صاحبؒ سے خراسان سے ہی اچھے تعلقات تھے۔ اور خواجہ صاحب کو بڑی عاجزی اور انکساری سے ملا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت خواجہ صاحب شیخ نجم الدین کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت اپنا مکان بنوا رہا تھا۔ لیکن اس نے خواجہ صاحبؒ کو دیکھ کر بھی کوئی خاص توجہ نہ کی۔ اس پر حضرت خواجہ معین الدین صاحبؒ نے فرمایا اے نجم الدین تجھے کیا ہو گیا ہے اس شیخ الاسلامی نے تو تمہاری حالت بگاڑ دی ہے۔ یہ سُن کر وہ بہت نادم اور شرمندہ ہوا اور سر نیچے جھکا لیا اور کہا میں وہی مخلص اور خادم ہوں لیکن آپ نے جو اپنا مرید یہاں دہلی میں بٹھا رکھا ہے اس کی وجہ سے میری شیخ الاسلامی کو کوئی نہیں پوچھتا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اس بات کو سُن کر مسکرا دیئے اور

فرمایا کہ ٹھیک ہے اس مرتبہ میں ان کو اپنے ساتھ اجمیر لے جاتا ہوں پھر آپ وہاں سے حضرت خواجہ قطب الدین صاحبؒ کے مکان پر تشریف لے آئے اور شیخ نجم الدین چند ہی دنوں بعد گر کر ہلاک ہو گیا۔ دیکھا بچو! جو لوگ بزرگوں سے حسد اور جلن پیدا کر لیتے ہیں اُن کی دُنیا میں بھی عزت کم ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے بھی ناراضگی مول لیتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ اپنے بزرگوں کی عزت اور احترام کرنا چاہئے اور کبھی بھی تکبر کو اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہئے کیونکہ یہ نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

اجمیر کو روانگی

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے شیخ نجم الدین صاحب سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم کو حضرت خواجہ قطب الدینؒ سے پریشانی ہے تو وہ اس مرتبہ ان کو اپنے ساتھ اجمیر لے جائیں گے۔ اس وعدہ کے مطابق آپ نے حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو اپنے ساتھ اجمیر جانے کا حکم دیا۔ جب آپ دہلی سے چلنے لگے تو لوگوں کو آپ کے دہلی سے چلے جانے کا علم ہوا تو ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ اور لوگوں میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور دہلی سے تمام خاص و عام بمع سلطان شمس الدین التمشؒ آپ کے پیچھے پیچھے ہو گئے۔ جہاں آپ کے قدم پڑتے لوگ وہاں کی مٹی اُٹھا کر اپنی آنکھوں کو لگاتے تھے۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے یہ نظارہ دیکھا تو آپ کو فرمایا اے قطب الدینؒ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہاں کے لوگ تمہارے چلے جانے سے پریشان ہوں اور تمہاری جدائی کے غم میں ان کے دل کباب ہو جائیں اس لئے میں اس شہر کو تمہاری

پناہ میں دیتا ہوں۔ اس پر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے خواجہ قُطب الدینؒ کو رخصت کرکے اجمیر کی طرف کا سفر باندھا پھر آپ دہلی ہی میں قیام پذیر ہو گئے۔

اجمیر چلنا

حضرت خواجہ قُطب الدینؒ کو دہلی میں رہتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ملاقات کا پھر شوق پیدا ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور اجازت چاہی کہ ملاقات کی جائے۔ اس مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اجازت مرحمت فرمائی اور لکھا۔

''میں بھی چاہتا تھا کہ فرزند ارجمند کو بلاؤں کہ اسی اثناء میں مراسلہ ملا۔ تم کو چاہئے کہ بلاتاخیر آؤ کہ یہ ملاقات اس دُنیا میں آخری ہے۔''

حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کو جیسے ہی یہ پیغام ملا آپ فوراً اجمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور اجمیر پہنچ کر آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ملاقات کی اور اُن کے پاس ہی رہنے لگے۔ اسی دوران جب آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس بیٹھے تھے تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے آخری وقت سے اطلاع کردی تھی تو آپ فرمانے لگے کہ اے درویش ہمیں جو اس سرزمین میں پہنچایا گیا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اس جگہ پر ہی ہماری قبر ہو۔ اور ہم چند دنوں میں سفر آخرت کرنے والے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت خواجہ قُطب الدینؒ رونے لگے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس بعض تبرکات تھے۔ جن کے متعلق یہ

خیال کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات ہیں۔ اور یہ تبرکات خواجگان کے ہاتھوں ہی آگے آگے چلتے رہے ہیں اور ہر بزرگ اپنی وفات سے قبل اپنے شاگردوں میں سے جس کو وہ ان تبرکات کے لائق سمجھتا تھا اس کے سپرد کرتا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو جب اللہ تعالیٰ نے وفات کی خبر دی تو اُنہیں بھی خیال آیا کہ اب میں ان ترکات کو کسی کے سپرد کروں بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ نے اپنے شاگردوں اور مریدوں پر نظر ڈالی تو آپ کی نظر حضرت خواجہ قُطب الدین بختیار کاکیؒ پر پڑی۔ آپ نے ایک دن حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے قریب بلایا اور کچھ نصائح فرمائیں۔ اور وہ تبرکات جو آپ کو حضرت خواجہ عثمان ہروانیؒ نے دیئے تھے وہ حضرت خواجہ قُطب الدین بختیار کاکیؒ کے سپرد کر دیئے۔ اور نصیحت فرمائی کہ:

"یہ بزرگوں کی چیزیں ہیں جو ہم تک پہنچی ہیں ہم انہیں تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ اب ان کی حفاظت کرنا تمہارا کام ہے۔ جس مرد خدا کو اس کا اھل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا۔"

ان تبرکات میں ایک عصا، خرقہ، نعلین اور ایک مصلیٰ تھا۔ حضرت خواجہ قُطب الدینؒ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ان تبرکات کے ساتھ دہلی کے لئے روانہ کر دیا۔ ابھی آپ دہلی بھی نہ پہنچے تھے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی وفات ہوگئی۔ اور یہ ملاقات آپ کی پیر سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ اس جگہ آپ کے علم کے لئے ان تبرکات کے سلسلہ میں ایک بات لکھتا ہوں کہ یہ تبرکات اسی طرح بزرگوں کے ہاتھوں میں جاتے رہے تو جس زمانہ میں اورنگزیب

اورنگ آباد چلے گئے تو اس وقت ان خواجگان کا مولد و مسکن اورنگ آباد کے قریب قائم جگہ خُلدہ آباد ہو گیا تھا۔ اور یہ تبرکات ان بزرگوں کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ اور آخری خواجہ جن کو بائیسواں خواجہ کہا جاتا ہے۔ اُنہوں نے ان کو آگے کسی کے سپرد نہیں کیا بلکہ خُلدہ آباد ہی میں ایک محفوظ کمرہ میں ان کو رکھوا دیا اور آج تک یہ تبرکات وہاں موجود ہیں اور ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کو انہیں باہر نکال کر لوگوں کو ان کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

تلاوتِ قرآن

خدا تعالیٰ نے آپ کو کمال کا حافظہ عطا کیا ہوا تھا۔ قرآن کریم حفظ کرنے کا ارادہ فرمایا تو بہت جلد قرآن کریم حفظ کر لیا۔ آخری عمر میں تو آپ ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے اور بعض روایات میں یوں بھی ملتا ہے کہ آپ بعض اوقات ایک ایک دن میں دو دو دور قرآن کریم کے کیا کرتے تھے۔

حوضِ شمسی کی تعمیر

پیارے بچو! حوضِ شمسی کی تعمیر کا بھی بڑا ہی دلچسپ واقعہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض اوقات ایسے کشف ظہور میں آتے ہیں کہ خود تو دیکھتا ہی ہے لیکن دوسرے کو بھی اس سے حصہ دیا جاتا ہے۔ بالکل وہی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو کاتب وحی کے منہ سے بھی

وہی الفاظ جاری ہونے جو کہ اس آیت کے اگلے الفاظ تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے۔ اسی طرح بعض اوقات ایک ہی طرح کے خواب دو۲ لوگوں کو بھی آتے ہیں۔ ایسا ہی یہ واقعہ بھی ہے۔

کہتے ہیں کہ سلطان شمس الدینؒ نے لوگوں کے آرام کے لئے ایک حوض تعمیر کروانے کا ارادہ کیا اور ابھی کوئی جگہ مقرر نہ کی تھی کہ ایک رات اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے ہیں اور سلطان شمس الدین کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اسجگہ جہاں میں کھڑا ہوں ایک حوض بناؤ۔ اس کے بعد شمس الدین کی آنکھ کھل گئی اور جو جگہ اُنہیں خواب میں دکھائی گئی تھی اس کی تلاش جاری ہوئی لیکن وہ جگہ نہ مل سکی۔ اس پر سلطان شمس الدین کو بڑی گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی۔ اس پر انہیں خیال آیا کہ اس سلسلہ میں حضرت خواجہ قُطب الدین صاحبؒ سے مشورہ کرنا چاہئے وہ کیا کہتے ہیں۔ ملاقات کے لئے پیغام بھیجا گیا۔ جب قاصد حضرت خواجہ صاحبؒ کے پاس پہنچا تو آپ سمجھ گئے۔ اور فرمایا کہ سلطان شمس الدین التمشؒ کو بتا دو کہ ہم اُن کی پریشانی کو سمجھتے ہیں جو جگہ حوض بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دیکھائی ہے وہ مجھے بھی دکھائی گئی ہے اُنہیں کہو کہ آجائیں۔ اس پر سلطان شمس الدین التمش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اسے اس مقام پر لے گئے جو خواب کے ذریعہ اُنہوں نے دیکھی تھی۔ اس جگہ کو دیکھ کر سلطان فوراً سمجھ گیا اور سارا نقشہ اسکے سامنے آگیا۔ پھر شمس الدین التمش نے وہاں ایک پانی کا حوض بنوایا جس کو حوضِ شمس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

توجۂ خاص

روایات میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شاعر ناصری نامی دہلی میں آیا اور وہاں آکر لوگوں سے حضرت خواجہ قُطب الدین بختیار کاکیؒ کا پتہ پوچھتا تھا۔ جب اُسے پتہ مل گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سلطان شمس الدین التمشؒ کی مدح میں کچھ اشعار لکھے ہیں اگر آپ سفارش کردیں تو میں وہ اشعار بادشاہ کو پیش کرونگا۔ اور بادشاہ سے انعام کی توقع ہے۔ یہ شاعر بہت دور سے آیا تھا۔ آپ نے اس کی مدد کی اور سفارش کردی کہ اس کے اشعار سُنے جائیں۔ اور پھر دعا بھی کی تا اس کی حاجت پوری ہو۔ کہتے ہیں کہ جب دربار میں اشعار پڑھنے شروع کیئے تو التمش نے ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کی اس پر اُسے احساس ہوا کہ ایسا نہ ہو انعام سے محروم رہوں تو اس نے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی طرف التجائی نظروں سے دیکھا اس پر آپ نے بادشاہ کو متوجہ کیا۔ جب سب اشعار ختم ہوئے تو بادشاہ نے پوچھا کتنے شعر تھے کہا ۳۵ اس پر حکم ہوا کہ اس کو ۳۵ ہزار تنکہ دے دیا جائے شاعر اس انعام سے بہت خوش ہوا اور اس نے یہ نیت کر رکھی تھی کہ جو بھی انعام حاصل ہوگا اس کا آدھا حصہ حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں پیش کر دونگا۔ چنانچہ وہ لیکر حاضر ہوا تو خواجہ صاحبؒ نے اس سے کوئی نزرانہ وصول نہ کیا اور سب انعام اس کے حوالے کردیا۔ یہ آپ ہی کی توجہ خاص کا نتیجہ تھا کہ اس کو بادشاہ نے مالامال کردیا۔

محفلِ سماع

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تاریخ کے ساتھ محفلِ سماع کا بھی خاص ذکر ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی بنیاد حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے ڈالی تھی۔ اسی بناء پر لوگوں نے آگے چل کر مقبروں پر قوالی کی محفلیں جمانے کو رواج دیا۔ شروع شروع میں ایسی محفلوں میں جو اشعار کہے اور پڑھے جاتے تھے وہ محبت الٰہی سے پُر اور معارفِ الٰہی سے مخمور ہوتے تھے۔ جس میں پند و نصائح ہوتیں اور توحید کی تعلیم ہوتی لیکن بعد میں ان محفلوں کے رنگ ہی بدل گئے۔

تبرکات کی نگرانی

حضرت خواجہ صاحبؒ کی جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اس کی اطلاع آپ کے مریدوں کو دی گئی۔ جن میں سے حضرت شیخ محمد عطا حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ بدر الدین غزنویؒ آپ کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ کی حالتِ غیر کو دیکھتے ہوئے حضرت حمید الدین صاحب ناگوریؒ نے آپ کو فرمایا کہ حضرت کی حالت غیر ہو رہی ہے اپنے خلفاء میں سے کسی کے بارے میں حکم فرما دیں جو کہ آپ کی جگہ لے سکے۔ اگرچہ اس وقت آپ کے بیٹے موجود تھے لیکن آپ کی نظر حضرت شیخ فرید الدین مسعودؒ پر پڑی جو کہ اس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے۔ ان کے تعلق سے فرمایا کہ وہ تبرکات جو مجھے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے حاصل ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ فرید الدین

مسعودؒ کے سپرد کردینا جس میں عصا خرقہ، نعلین اور مصلیٰ ہے۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت ایک قاصد کو حضرت شیخ فرید الدین صاحب مسعودؒ کو بلانے کے لئے بھیجا گیا جو کہ اس وقت قصبہ مہم درہ میں موجود تھے۔ جیسے ہی آپ کی خدمت میں خط پیش ہوا آپ فوراً وہاں سے نکلے اور تیسرے دن دہلی پہنچے۔ حضرت خواجہ قُطب الدین بختیار کاکیؒ کی وفات ہو چکی تھی۔ سیدھے آپ کی قبر پر پہنچے دُعا کی اور اسی جگہ پر آپ کی خدمت میں وہ تبرکات پیش کر دیئے گئے جن کی حضرت خواجہ رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی اور ساتھ ہی وہ وصیت بھی پیش کر دی گئی کہ یہ وہ تبرکات ہیں جو ہمیں بزرگوں سے ملے ہیں ان کی حفاظت کرنا اب تمہارا فرض ہے اپنے شاگردوں میں سے جس کو اس کا اھل سمجھو اسکے سپرد کر دینا۔

حضرت شیخ فرید الدین صاحبؒ نے اسی وقت وہ خرقہ زیب تن کیا مصلیٰ بچھایا اور دو نفل نماز ادا کی اور سجدہ شکر بجالائے۔

مقبرہ

روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ عید کی نماز پڑھ کر گھر کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں آپ ایک جگہ ٹھہر گئے۔ اور کافی دیر تک سوچتے رہے۔ مریدوں نے آپ سے عرض کیا کہ عید کا دن ہے مخلوقِ خدا آپ کا انتظار کرتی ہو گی لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے اس جگہ سے خوشبو آتی ہے چنانچہ آپ نے اس زمین کے مالک کو بلایا اور اپنے لئے قبر کی جگہ اس سے حاصل کی آپ کی وفات پر اسی جگہ آپ کی تدفین ہوئی۔

پیارے بچو! جب آپ حضرت خواجہ قُطب الدین بختیار کاکیؒ کی قبر پر جائیں گے تو آپ کو وہاں بہت سے بزرگوں کی قبریں دکھائی دیں گی واقعی اس زمین سے خوشبو نکلتی ہے کہ کیسے کیسے بزرگ اس جگہ پر دفن ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت سلطان شمس الدین التمشؒ نے پڑھائی تھی جو کہ آپ کی مریدی میں کامل ولی کا درجہ رکھتے تھے۔

پیارے بچو! یہ وہ ولی اللہ تھے جنہوں نے توحید کے قیام کے لئے اور غلبہ اسلام کے لئے لوگوں کے دل جیتے اور خدا کے نزدیک ایک بلند مقام حاصل کیا آج جبکہ مسلمانوں میں کمزوری پیدا ہوگئی ہے اُن کے ایمان کمزور ہو گئے ہیں اُن کا علم ناقص ہو گیا ہے تو اس بزرگ کی قبر کو بھی سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ جس کی اسلام بالکل اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے نا کہ ہم ان کے مزار پر سجدہ کریں اور شرک کو جگہ دیں شرک سب سے بڑا گناہ ہے جس کی معافی نہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائے۔ آمین!

HAZRAT KHWAJA QUTUBUDDIN BAKHTIYAR KAKI

Written By
Burhan Ahmad Zafar Durani

Sons